استاد العلماء مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم: ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی سندھی

ترجمہ مطارحات التحقیق فی برہان التطبیق

برہان التطبیق کے سلسلے میں تحقیقی مناظرات

گزشتہ سے پیوستہ

پھر اگر تو کہے کہ وجود میں ترتیب کے ساتھ جمع نہ ہونا یہ لاتناہی کو منع نہیں کرتا کیونکہ اس صورت میں عقل کی طرف سے تطبیق ناممکن ہے اور وہ سلسلہ نازلہ میں ہے جہاں افراد ابھی تک اصلاً موجود نہیں ہے تو پھر یہ ایسے اعلام ہیں کہ ان میں سے بعض کا بعض سے تمایز نہیں ہے بخلاف اس سلسلہ کے جو کہ اوپر جانے والا ہو کیونکہ اس کے افراد موجود ہونے کے بعد معدوم ہو جاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور جن ازمنہ میں وجود کا ان سے تعلق ہوتا ہے تو وہ موجود ہیں تو پھر وہ عقل میں بعض بعض سے جدا اور ممتاز ہوتے ہیں تو ان کے درمیان تطبیق ممکن ہوتی ہے اگرچہ وہ ایک زمانے میں ترتیب کے ساتھ مجتمع نہ ہوں میں کہوں گا کہ تطبیق اگرچہ تمیز پر اعتماد رکھتی ہے لیکن وہ تنہا عقل کو اقتدار عطا کرنے میں کافی نہیں ہے کہ عقل اس کا اجمالی ملاحظہ کرے کیونکہ تمیز اجتماع اور ترتب کے سوا ایسی نہیں ہے کہ نفس الامر میں متمائزات کے درمیان عقل ان کے درمیان تطبیق پر قدرت رکھتی ہو بخلاف اجتماع اور ترتب کے کیونکہ عقل اس سے حکم کرتا ہے موجودات مترتبہ میں اجمالی تطبیق کے واقع ہونے میں پھر تنہا تمیز جیسے بھی ہو اس کو واقع میں تطبیق کا جاری ہونا لازم نہیں ہے بلکہ اس میں امر بالعکس ہے تو ہر تطبیق کو تمیز لازم ہے اور ہر تمیز کو تطبیق لازم نہیں ہے بخلاف اجتماع مع ترتیب کے علاوہ یہ کہ اگر تنہا تمیز عقل کے ہاں کافی ہو اجمالی حکم کے لیے

کہ وہ نفس الامر میں تطبیق کو واقع کرے پھر بھی سلسلہ نازلہ اور صاعدہ میں فرق ظاہر نہ ہوتا کیونکہ وجود کے بعد گم ہونے والے افراد جیساکہ صاعدہ میں ہوتا ہے اور معدوم افراد جن پر وجود نہ آیا ہو جیساکہ نازلہ میں ہے تو یہ سب تطبیق کے وقت معدوم ہیں تو عقل کے ہاں جس طرح معدومات کی تمیز جائز ہے اس طرح کہ اپنے ازمنہ میں موجود تھے اور بعض بعض سے متمایز تھا اس طرح معدومات نازلہ کی عقل کے ہاں تمیز جائز ہے کہ اپنے اپنے زمانوں میں موجود ہوں گی موجودات سے جو کہ ان سے پہلے ہیں جیساکہ افلاک کی حرکت ہیں اور آخرت والوں کے انفاس ہیں یا عالم آخرت میں جیساکہ جنت کی نعمتیں بعض بعض سے متمایز ہیں ان میں تطبیق جاری ہوتی ہے اور ان کی لاتناھی باطل ہو جاتی ہے جیساکہ اعدام متمایزہ غیر متناہیہ میں ہوتا ہے اس کے معتزلہ قائل ہیں تو تمھارے ہاں معدومات کا تنہا متمایزۃ الوجود ہونا برہان کے جریان کے لیے شرط نہیں ہے تو پھر جو چیز وجود داخل ہوئی ہے اور جو داخل نہ ہوئی ان میں فرق کرنا باطل ہوگیا۔ اس کا اطلاق اسی میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ ائمہ معقول میں بعض بزرگوں نے ازلیات میں برہان کے جریان کا اعتقاد کیا ہے ابدیات میں نہیں تو پھر اس کے پاس اللہ تعالیٰ کے مقدرات کی ازلیت کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کا فعل تعطل لازم آئے گا اور اس کے کمالات جائز الانتظار ہو جائیں گے کیونکہ افعال کا صدور اگر فی نفسہ کمال ہے اور وہ ہی متعین معقول ہے تو اس کے صدور کی قوت فعلیت کی بنسبت نقصان ہوگی مطلق افعال میں اس میں رب العالمین کے کسی فعل کی تخصیص نہیں ہے اور یہ اس میں ہے جب ہم یہ التزام کریں کہ مقدوات موجودات خارجیہ ہیں سوا کسی ہدایت مع حدوث جمیع جملات کے یہ ایسا امر ہے کہ جو امر فی نفسہ کے جاننے کی بھی وسعت نہیں رکھتا وہ بھی اس کوشش کردہشت والا ہوگا اور اس میں کسی عقلی یا نقلی دلیل کو دخل نہیں ہے۔

ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم مقدورات کی لاتناھی ازل کی جانب سے ایک ایسے دوسرے وجہ سے تحریر کہ ہم مقدورات اوھام میں سے کوئی وھم وارد نہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ مقدورات کے وجود میں کوئی ریب نہیں ہے ازل کی وجہ سے ایک دوسری وجہ سے جس پر مذکورہ اوہام میں سے کوئی وھم وارد نہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور مقدورات

کے وجود میں کوئی شک نہیں ہے ۔ اعیان ثابتہ کے مرتبہ میں اور یہ جبروت اعلیٰ کا مرتبہ ہے اور حضرت ارقسام کا تو اس وجود میں ایسے احکام کا مورد ہوگا جن کے لیے ہدایت نہیں ہے ۔ جیسا کہ ان کے علمی ذوات کے لیے نہیں ہے اور ان احوال اور احکام میں وہ مستمر ہیں ، اس حیثیت سے جو کشف صریح سے ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جاننے والے دیکھنے والے ، دکھائی دینے والے ، سننے والے ہیں حق تعالیٰ کے خطاب کو یہاں تک کہ مرتبہ روصیہ پہنچا ہے ان کے حدوث کو تسلیم کرنے پر ایک مبدا معین سے پھر وہ اس مرتبہ کے احکام میں مستمر ہیں اور اس کی واردات میں یہاں تک کہ وہ مثال پر ختم ہوئے اور اس کے احکام اور احوال سے رنگین ہوئے تاکہ شہادت کی طرف ظاہر ہوئے اور اس مرتبہ کے احکام نے ان کو پچڑا اور اس کے واردات میں موطن در موطن لاتے رہے ابد کے لا نہایت تک کیونکہ ان کا توقف اور انتہا ایک حد تک نہیں ہے تو اس نظر سے اللہ تعالیٰ کی جمیع مقدورات نفس الامر میں ازل الآزال سے ابدالآباد تک موجود ہیں یہ وہ ہے جس سے حکیم اور متکلم دونوں کے لیے راہ فرار کی نہیں کیونکہ دونوں نے اگر اس کو نہیں سمجھا جس کو عارف لوگ اپنی آنکھوں سے برملا پاتے ہیں کہ معلومات عالمہ ، سامعہ ، رائیہ دیکھنے والے مرئیہ (دکھائی دینے والے) ہیں تو کم سے کم ان کو اس سے خلاصی نہیں ہے کہ یہ ازلی ہیں اور حضرات سافلہ سے ظاہر ہوئی ہیں اس معنی سے کہ وہ اپنے علوم کے ساتھ حضرات سافلہ میں موجود ہوئی ہیں اور یہ جاتی ہیں ان احوال اور واردات میں جن کو اللہ تعالیٰ نے جان لیا ہے ابدالآباد تک تو حادثہ نشأت (موطنوں) میں ان کے ایجاد کی ابتدا ہوئی ہے جب ان کا اتصال نشأت علمیہ سے کیا جائے جو خارج میں اولی ایجاد تک ہمیشہ رہی ہے اور وہ ایک امر ممتد ازلی ہوگیا جس کے نفس الامر میں موجود ہونے کے اندر کوئی شک نہ کرے گا اگرچہ وجود کے اطوار کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو اور اس سے باب کا مطلوب ثابت ہو جائے گا کہ غیر متناہی کا موجود ہونا محال نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مقدورات وجود میں ازلی ہیں جیسا کہ سمجھدار پر مخفی نہیں ہے

امام وارث اور شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ سارے کا سارا وجود ایک دوسرے

کے ساتھ متعلق ہے اور جب وجود کا لفظ اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہونے کو بھی شامل ہے تو اید کا تعلق ازل سے ثابت ہوا اور یہ بھی کہ موجود متاخر کا انتظار شرط کرنا اس کے وجود کے لیے شرط ہے اس کے وجود کی علت کے لیے نہیں ہے کیوں کہ وہ تنہا مبدأ واجب ہے تحقیق یہ اور مشروط کا موجود ہونا شرط سے پہلے جو محال ہے اس کی استحالت اس طرح ہے جس طرح ارادہ کا موجود ہونا علم سے پہلے اور استحالت علم کی جنین میں زندگی کے موجود ہونے سے پہلے جس پر سب کا اتفاق ہے۔ امام ہمام ابو حامد غزالی نے اپنی کتاب "التوحید والتوکل" کے اندر ان مسائل میں مبسوط کلام کیا ہے اور وہ مسائل یہ ہیں۔

۱۔ اس ترتیب کا اثبات کہ حوادث قدرت قدیمہ سے صادر ہوتے ہیں ساتھ نفی تعلیل کے ممکنات کے سلسلہ میں ؛

۲۔ ان کا بعض دوسرے بعض کے شرط ہے باوجود اسناد کرنے کل کے قدرت ازلیہ کی طرف

۳۔ اور یہ واجب کے منہاج پر ہے۔

۴۔ تحقیق حق کی ترتیب اس میں کوئی کھیل اور اتفاق نہیں ہے۔

۵۔ اور تحقیق مشروط کا وجود شرط سے پہلے محال ہے۔

۶۔ تحقیق محال مقدور سے موصوف نہیں ہوتا پس علم نطفہ سے متاخر نہیں ہوتا مگر حیات کے شرط مفقود ہونے سے اور نہ متاخر ہوتا ہے۔ ان سے مگر علم کے شرط گم ہونے سے۔

امام غزالی تجھے ارشاد کرتا ہے سلسلہ ازلیہ کے موجود ہونے کی طرف اسماء الٰہیہ قدیمہ کے تاثیرات کی لابدایت سے اور اس کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے جس سے باب کا مطلوب ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ ہی والی ہے تیری ہدایت کا اور اگر کوئی معرفت کی حقیقت پر اطلاع کا ارادہ کرے خلق کے قدم کے مسئلہ میں ساتھ حدوث افراد مخلوقات میں اور ان کے انواع کی ازلیت کے اور عوالم غیر متناہیہ کے موجود ہونے کے غیر متناہیہ سلسلوں میں اور یہ قطعی نصوص کے منافی بھی نہیں ہے بلکہ نصوص ان کے متقاضی ہیں اور عرفاء اور علماء کے اقوال اور براہین عقلیہ بھی ان کی تائید کرتے ہیں تو اس

کی آنکھ میری کتاب "الجواہر الثمین" سے ٹھنڈی ہو گی کیونکہ وہ عقل والوں کا مطلب ہے اور اس سفر کو اس کی مشکلات کے حل کے لیے مددگار کیا جائے کیونکہ یہ اس کے لیے مقدمہ کی طرح ہے اور اس کے بعض مقدمات کے لیے مبادی کی طرح ہے۔ اور وہی پاک، عطا کرنے والا اور ہادی ہے۔

چوتھا نقض: جنت کی نعمتیں اور اہل جنت کے انفاس یہ سب غیر متناہیہ ہیں اس معنی سے کہ وہ کسی حد تک ٹھیرنے والی نہیں ہیں تو جو شخص قائل ہے ایک دوسری کے بعد آنے والی چیزوں میں برہان تطبیق کے اجراء کا اور اس سے وہ حرکات فلکیہ کے لاتناہی کا ابطال کرتا ہے تو یہ شخص یا تو جنت کی نعمتوں کے تناہی کا قائل ہوگا اور انفاس کے تناہی کا بھی قائل ہوگا اور یا وہ اقرار کرے گا برہان کے انتقاض کا بوجہ جاری ہوئے اس کے ان چیزوں میں اس طرح کہ ہم ان میں دو جملے فرض کریں گے اور ان کے آحاد کے درمیان تطبیق دیں گے عقلی مجمل ملاحظہ کے ساتھ تاکہ خلف ظاہر ہو اور وہ ہے ثبوت تناہی کا ان امور میں اس معنی سے کہ وہ کسی حد کو پہنچ کر رک جاتی ہیں۔ اور یہ باطل ہے کیونکہ ادلہ شرعیہ وارد ہیں تو پھر دوسرا احتمال متعین ہوگا تو پھر متکلمین کے لیے اس اقرار سے کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ حکماء کی بات کا اقرار کریں کہ برہان ان چیزوں میں جاری نہ ہوگا جن کا وجود مجتمع نہیں ہے اور یہ اقرار ایسا ہے کہ اس کی طرف یہ نقض ان کو مجبور کرتا ہے اور مقدرات اللہ تعالی کے ساتھ نقض بھی جیسا کہ وہ پہلے گزر چکا ہے جیسا کہ ان کو مجبور کرتا ہے، اس اقرار کی طرف جس کی طرف وہ گئے ہیں کہ برہان ان چیزوں میں جاری نہ ہوگا جو مرتب نہ ہوں اور اگر وجود میں مجتمع ہوں تو اللہ تعالی کی معلومات سے نقض وارد ہوگا جیسا کہ تو نے معلوم کیا بلکہ تحقیق در نقیض اخیری جیسا کہ ان کو اس کی طرف مجبور کرتا ہے تو ان کو اس کی طرف بھی مجبور کرتا ہے کہ حکیم کے قول کے ساتھ موافقت کریں اس بیں کہ جو چیزیں مرتب نہیں ہیں ان میں برہان (تطبیق) جاری نہ ہوگا اگرچہ وہ وجود میں مجتمع ہوں اور یہ اس ہے کہ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ مثل انفاس اور مقدورات جن کی لایقفی لاتناہی کو ان میں جائز قرار دیا ہے اور وہ تمھارا زعم ہے کہ وہ

کسی طرح خارج میں لاتناہی میں نہیں ہے تاکہ لازم آجائے کہ غیر متناہی موجود ہو اور وہ تمھارے ہاں محال ہے تم میں سے کسی کا خلاف منقول نہیں ہے کہ یہ سب چیزیں اللہ کے علم میں موجود ہیں۔ جو کہ دفعۃً یا درجہ بدرجہ شامل ہے۔ اور کسی حد تک کھڑا رہنا پس اگر دوسری شق ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم میں انتظار لازم آئے گا اور وہ باطل ہے تو پہلا احتمال متعین ہوگا تو تمھارے لیے اس کے ماننے سے کوئی خلاصی نہیں ہے کہ جو چیزیں مرتب نہیں ہیں ان میں برہان جاری نہ ہوگا اگرچہ وجود میں مجتمع ہوں تو اس کے یقین سے ان دو نقضوں کا بالآخر رجوع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی معلومات سے جو کہ غیر متناہی ہیں اور وہ دونوں پہلے اس کو ثابت کرتے ہیں کہ وجود میں ایسی چیز ہے جو کسی حد تک ٹھہرنے والی نہیں ہے جب یہ ثابت ہوا تو ان کا اللہ تعالیٰ کے لیے دفعۃً معلوم ہونا واجب ہوگا اور اس سے واضح ہوا کہ بطلان اس اس قائل کے قول کا جس نے یہ کہا ہے کہ علم معلوم کے وجود پر اعتماد رکھتا ہے تو وجود متناہی ہی ہے پس تحقیق حق کے سوا اور وہ عالم ہے۔ یا جوہر ہے یا عرض ہے یا موجودات کے درمیان نسبتیں ہیں، جواہر اور اعراض تو متناہی ہیں اور نسبتیں خارج میں معدوم ہیں، ساتھ اس کے کہ یہ کلام ضعیف ہے اِس میں مختلف وجوہ سے اعتراضات ہو سکتے ہیں۔ ہم کلام کو ان کے ذکر کے ساتھ طول نہیں دیتے اور بہت سے نقوض ایسے ہیں جو اس کو باطل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کو باطل کیا ہے جس کی تحقیق اللہ تعالیٰ کی مقدورات میں گزری۔

یہاں ایک کلام ہے خیال کے حاشیہ میں جس پر کلام کرنا ضروری ہے۔ اس نے کہا اور۔ یہ اسے ہر وہ چیز جو وجود وہمی کے تحت داخل ہوتی ہے ایک دوسرے کے بعد کسی حد تک نہ ہو وہ دائماً متناہی ہوتی ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے علم کے لحاظ سے اشکال ہوتا ہے جو کہ شامل ہے کیونکہ عدد غیر متناہیہ کے مراتب اس کے علم کے ماتحت ہیں جو کہ ان کو مفصلاً شامل ہے اور دونوں جملوں کے درمیان انطباق کی نسبت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اس لیے اسے تفصیلی طور پر۔ اہ۔ اس سے اس کا یہ ارادہ ہے کہ اگر ہم عدم انقطاع کو تسلیم کریں آسمانی حرکات کی طرح اور مراتب اعداد اور اہل آخرت کے انفاس

کی طرح اور ذہن ان کے تفصیلی ملاحظہ پر قدرت رکھتا ہے۔ تب بھی کوئی نقصان نہیں، کیوں کہ ان میں سے جو بھی موجود ہوگا وہ فی نفسہ متناہی ہوگا لیکن اشکال آتا ہے ان کے اللہ تعالیٰ کے علم میں مجتمع وجود سے کیونکہ اعداد اور ان کے مراتب غیر متناہیہ جو وہی چیزیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں دفعتہ حاصل ہیں تو ان کا غیر تو بطریق اولی ہوگا جیسے حرکات اور انفاس جو کہ خارج میں موجود ہیں اگرچہ اپنے اپنے ازمنہ میں اور اشکال راجع ہوتا ہے معلومات کے تقض کی طرف اور متکلم پر وارد ہوتا ہے لیکن اس کے بعد اس کا یہ کہنا "نسبت انطباق کی دونوں جملوں کی طرف" الخ اگر صحیح ہے فی نفسہ تو متکلم اور حکیم دونوں پر وارد ہوتا ہے ساتھ کیونکہ حکیم نے اس کے مثل میں انطباق کا اس لیے انکار کیا ہے کہ عقل کو ان پر قدرت نہیں ہے کیونکہ وہاں ترتب مفقود ہے اور اس قائل نے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ارادہ کیا ہے، دونوں جملوں میں انطباق کی ضرورت کا تفصیلاً اللہ تعالیٰ کے علم میں اور یہ اس کے قول کے بطلان کے لیے کافی ہے کہ وہ برہان کو غیر مرتب صورت میں جاری نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے معلومات سے تقض غیر متناہیہ کی طرف اس وقت اس پر جمیعاً وارد ہوتا ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے اور وہ پاک اللہ ہی صواب کا الہام کرنے والا ہے۔ اس نے اپنے اس قول سے کہ انطباق کی نسبت اللہ تعالیٰ کو تفصیلی طور پر معلوم ہے اگر اس نے ہمارے اذہان میں انطباق پیدا کیا ہے تو یہ اس کے ساتھ کہ اس کی طرف کوئی حاجت نہ تھی افادے کی طرف اس کو مذکورہ اشکال میں کوئی دخل نہیں ہے اور اس معنی سے یہ کلام اشکال کے تتمہ سے نہ ہوگا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے علم پر حکم کرنے کا ارادہ کیا ہے جس کی صفات حادثات کی صفات سے مقدس ہیں اور وہ یہ حکم ہے کہ اس میں دو جملوں کے درمیان تطبیق واقع ہو سکتی ہے اس کے بعد کہ ایک کو زائد اور دوسرے کو ناقص فرض کیا جائے پھر اللہ تعالیٰ ہر زائد کے مقابلے میں ایک ناقص کا کرتا جائے تو اس پر خلف ظاہر ہوگا یہ ردی وہم اور فاسد تخمین اور قبیح تخلیط سے پیدا ہوتا ہے۔ حادث کے علم اور قدیم تعالیٰ کے علم کے احکام میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم اس قسم سے جو علم سافل کو لازم ہے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ چیزوں کو

بنفسہ جانتا ہے وہاں معلومات میں ترتیب دینے کے واسطے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ غیر نافع ہے وہ مثلاً شکل اول کی صورت کو جانتا ہے اور اس کے انتاج کو بھی جو ہمارے اذہان میں حاصل ہے کیونکہ اس کے علم کا احاطہ ہر موجود کو اس کے وجود کے بعد بدیہی ہے اور وجود سے پہلے بھی اس لیے وہ اس تطبیق کو بھی جانتا ہے جو ہمارے اذہان میں واقع ہے اس کے وجود سے پہلے اور اس کے وجود کے بعد اس میں جو ہمارے لیے اس میں تطبیق واقع ہوتی ہے اور اس طرح تطبیق کے استمالت کی صورت جو وہ ہمارے لیے نہیں ہے اور اس طرح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں اپنے علم کے اندر تطبیق دیتا ہے اس کو جس میں ہم تطبیق کی قدرت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی بنسبت عبث ہے اور اللہ تعالیٰ عبث فعل سے منزہ ہے اور ہر فعل کی اثبات کی اس کے لیے ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر معلوم کا علم اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا بدیہی ہے بلکہ دلیل قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان افعال سے منزہ ہے جو عبث ہیں اور کھیل ہیں۔ عقل اور نقل کے لحاظ سے ان افعال میں تطبیق کا فعل بھی ہے اور دو جملوں کا علم میں تطبیق دیا ہوا ہونا اور علم تطبیق کا غیر ہے کرنا تطبیق کا علم میں واقع پس اللہ تعالیٰ پر یہ حکم لگانا کہ وہ تطبیق کو اپنے علم میں واقع کرتا ہے ایسی چیزوں میں جن کے اندر ہم تطبیق کی قدرت نہیں رکھتے اور ظہور خلف کا بعد اس جعل کے یہ حکم جھوٹا ہے۔ اس کو سمجھو۔

اور شرح تجرید کے بعد محشیوں نے جو اس کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بلکہ مبادی عالیہ کا علم اس میں وقوع ترتیب سے منزہ ہے کیونکہ یہ زمان کے احکام میں سے ہے یہ۔ جواب میرے ہاں مستقیم نہیں ہے کیونکہ تحقیق علم ترتب کا اور وہ وہی ہے جس کو اس عادل کا قول اقتضاء کرتا ہے علم کے ترتب کا غیر ہے اور وہ وہی ہے جس پر مجیب نے اپنے کلام کو بنا کیا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ ازمنہ کے اندر جو ترتبات میں ان کو جانتا ہے حالانکہ اس کا علم اس سے منزہ ہے کہ معلومات سے تعلق پکڑتے ہیں مرتب ہو ان کے ازمنہ کے ترتب سے۔

پھر تحقیق یہ تینوں نصوص جو کتاب، سنت اور اجماع امت سے تو یہ تینوں مجتمع نا موس

قطعیہ ہیں جو متکلمین پر ان کے دعویٰ کو اس مناظرے میں رد کرتی ہیں اور شہادت دیتی ہیں ان سے خاموش کرانے میں مقابلہ حکیم کی حجت واضحہ بالغہ کے اور یہ راز ہے اس کا جو شیخ اکبر وارث خاتم رضی اللہ عنہ نے فتوحات میں جب تیرے پاس آجائے قول کسی معتزلی یا فیلسوف کا تو اس کے ساتھ انکار میں جلدی نہ کر کیونکہ حق بسا اوقات ان کے ساتھ ہے اھ۔ تو اگر نہ ہوتا وہ جس کو ہم نے کلام کے حل سے پہلے پیش کیا ہے اور متکلمین کے دلائل میں اغلاط کے جگہوں کی تعیین میں تو ہمارے لیے یہ نقوض جو کہ شریعت حقہ سے ثابت ہیں حکم قاطع میں، ہماری طرف سے کہ ان کے دلیل میں لاتناہی کے ابطال پر نفس الامر میں مطلقاً اور اس سے یہ حکم کہ تطبیق ہر مجتمعۃ الوجود اور متعاقبۃ الوجود جاری ہے • ہے ایک خلل مرسل ہے جس کی ہم نے معرفت کی یا اس سے جاہل رہے اور اس دلیل خلل کے موضع کی متعین کی کوئی حاجت نہیں ہے اور جب کہ علما ورثۃ الانبیاء کے اقوال جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے کاشف ہیں قرآن، حدیث اور اجماع کے بعد ہیں۔ بلکہ کشف پانچویں شرعی حجت ہے اور اس کے روشن ہونے میں کوئی ریب نہیں ہے بلکہ قیاس کا ان کے جملے میں ذکر نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کو ہم نے بیان کیا ہے۔ کتاب دراسات اللبیب میں۔

ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ان میں سے کچھ نقوض یہاں لائیں۔ یہ نقوض بذات خود علوم شریفہ ہیں جن سے حق پر سامنے آنے والوں کے دلوں کی مسرتیں وابستہ ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وسیع زمین میں حق کی طرف سیر کرتے ہیں وہ زمین میں سے اچھے لوگوں کا فقدان ہو گیا ہے اور زمین کی کشادگی کے باوجود ان کے اسرار حیران ہیں تو خبردار ہم ان کو منظم کرتے ہیں سابقہ شمار کے سلک میں۔

پانچواں نقض اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے ساتھ وہ بزرگ اور عظیمہ ہیں کسی حصر کرنے سے عدد میں یا کسی حد تک منتہی ہونے سے۔

امام حجۃ الاسلام نے اپنے بعض اسفار میں کہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر متناہیہ ہیں۔ اس سے جو ان سے ظاہر ہوا اسم ظاہر سے جولان گاہ میں

اور چھپا اس سے اسم باطن کے اسرار میں سے اور یہ صفات سات میں منحصر نہیں ہیں کیونکہ یہ اصول اور امہات ہیں جن کا شارعین نے اختصار کیا ہے۔ شارعین کے سردار اور ان شارعین پر عمدہ صلوٰۃ اور تسلیمات ہوں اور اس کے آل پر اور آل پر اس کی جنھوں نے خلق کو دعوت دی اس کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے موصوف ہونے کا اعتقاد رکھیں اس اعتبار سے کہ ان میں ان ساتوں صفات میں سے وہ ہے جس سے انھوں نے حق کی صفات کے تصور پر مدد مانگی ہے اگرچہ تنزیہ کے ساتھ ہر اس چیز سے جو ان کے صفات کو لازم ہو۔ احکام حدوث سے لیکن وہ کہ جن میں ان صفات سے کوئی نمونہ اصلا نہ ہو ان کو اس کا مکلف نہیں بنایا گیا کہ وہ ایسی صفات سے اتصاف کا اعتقاد کریں کیونکہ قضیہ کا محمول اس کا تصور ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ ان کے عقول کی حد سے خارج ہے اور اللہ سبحانہ کسی بھی نفس کو اس کی استطاعت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا تو پھر یہ ایمان اجمالی طور پر واجب ہوگا ان کی لاتناہی کی وصف پر ان صفات پر ایمان اجمالی سے خطاب کتاب عزیز اور سنت میں موجود ہے اس کے لیے جس کو فہم عطا ہوا ہے اور جلد اس کے بعض کی طرف اشارہ آئے گا۔

یہ فقیر کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے زیادہ معروف صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے مدد مانگتا ہے کہ اسماء الٰہیہ غیر متناہیہ ہیں قطعی طور پر جیسا کہ اس پر ہم جلد براہان پیش کریں گے اور جب اسم کی حقیقت وہ ذات ہے جو ملحوظ ہے بعض صفات کے ساتھ تو صفات بھی غیر متناہیہ ہوں گی جیسا کہ امام حجۃ نے کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء نقل عقل اور کشف کے لحاظ سے غیر متناہیہ ہیں لیکن نقل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے اگر زمین کے اندر تمام درخت قلم ہوں اور سمندر جس کی امداد سات سمندر کریں سیاہی ہو تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے کلمات یہ الٰہیہ اور کونیہ حقائق ہیں مطلقاً جن سے وجود حق مطلق ظاہر ہوا ہے۔

اور اس سے مراتب اور حضرات کلیہ اور جزئیہ ظاہر ہوتے ہوں اور وہ تمام حقائق ان جمیع مراتب میں وجوہ اور شیونات ذاتیہ ہیں مبدأ اول تعالیٰ کے لیے یہ سب اس کی ذات

میں داخل تھیں پھر اس نے اپنے الظاہر نام کے مرآۃ میں تجلی فرمائی مرتبہ واحدیت میں ان کے تفاصیل کی صورتوں کے لیے شان کے بعد شان بعد اس کی صورت جمیلہ کلیہ کے تجلی کے تعین اول کی صورت میں اور یہ شیونات اس کے ظہورات کے سارے مراتب میں اسماء الٰہیہ ہیں تاکہ مرتبہ غاسقہ ہیولائیہ کے مرتبہ میں جیساکہ شیخ اکبر نے اپنی بعض مناجات میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تو نے اسماء تنزل سے تجلی فرمائی پھر عقول کے مدارک ... سے حجاب میں ہوا، اور تو نے معلومات کے دقائق پر عقول کے شواہد نصب کیے اور ہر مرتبہ میں حقائق سمیات سے تو نے نام رکھا۔ ا ہ۔

اور یہ اپنے تمام مراتب عالیہ اور سافلہ میں اللہ عزوجل کے کلمات ہیں کل مراتب کے لیے اور ان کے بعض کا تاثیر دوسرے بعض میں قاہریۃ اور مقہوریت عارضیہ کی حیثیت سے جو کہ ان کی طرف عارض ہیں اس حیثیت سے کہ وہ حضرات عالیہ اور سافلہ کے احکام سے مقید ہیں اور ان کی عموم توصیف ہوتی ہے کلمات سے جمیع حضرات شارقہ نوریہ اور نماریہ ظلمانیہ اشارہ سے، اللہ کی تمام مخلوقات سے اعراف فرماتا ہے اللہ کی اس پر رحمت اور اس کی آل پر ہو اور سلام ہو۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے تمام کلمات سے جن سے کوئی بر اور فاجر تجاوز نہیں کرتا۔ اے ہر نیک اور بد جمیع واردات اور احوال میں جو مختص ہیں سعادت اور شقاوت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ تک ظہورات اور تجلی کے جولانگاہ ہیں اور اس کے ظہورات کے احاطے سے کسی چیز نے بھی تجاوز نہیں کیا پھر جس نے کلمات کی تفسیر کیا ہے جس تفسیر سے بھی تفسیر کیا ہے وہ ان کو اللہ تعالیٰ کے اسماء سے نہیں نکالتا اور اس کو مراتب میں سے ہر مرتبہ کے ساتھ ہر ایک نے مقید کیا ہے۔ اس میں جو زیادہ شامل ہے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معلومات ہیں کیونکہ وہ عنوان ہیں اور ان سب کو شامل ہیں اپنے جمیع قیود مراتب اور حضرات کے ساتھ۔ اور اپنی جگہ پر یہ تحقیق کی گئی ہے کہ اول تعالیٰ تمام چیزوں کو اپنے علم کے ساتھ لذاتیہ جانتا ہے اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جمیع اشیاء اور اس کے اسماء اور شیونات ذاتیہ اپنے مراتب میں اور اس کے حضرات غیر متناہیہ جب اس کی ذات علم کرتی ہے

اپنی شبوت ذاتیہ سے تو تحقیق اس نے تمام چیزوں کو اپنے ذاتی علم سے جان لیا تو ثابت ہوا کہ کلمات ہی اشیاء ہیں اور تحقیق ان پر حکم کیا گیا ہے ان کے نہ ختم ہونے کا اس صورت میں کہ درختوں کو اقلام بنایا جائے اور سات سمندر اس کے لیے سیاہی ہوں اور لکھنے والوں کا ذکر کیا تاکہ سامع کا ذہن ہر مذہب ممکن کی طرف جاسکے بوجہ کثرت اعداد کے اور شجر وہ ہے جو زمین سے پھوٹے اور اس کے لیے ساق (تنہ) ہو اور یہ معلوم ہے کہ ادنیٰ درخت بھی جب کاٹا جاتا ہے اور اس کو قلم کے مقدار پر بنایا جائے جن کے ساتھ عادت میں لکھا جائے تو اس سے ایک مبلغ کثیر نکلے گا تو اس سے زمین کے نباتات کے کثرت اقلام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور ایک قطرہ یا دو قطرے سات سمندروں کا جو سیاہی ہیں ان سے متعدد سطور لکھی جائیں جو معتاد ہے جاری سیاہی میں تو اس سے سطور کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو کہ جمیع سمندروں کے ختم ہونے کے وقت لکھی گئیں اس میں کلمات اور ظاہر قرآن نہ ہوں گے۔ کلمات کے کاتب شمار کے طریقے سے ایک ایک ہیں جیسا کہ علیم، سمیع، بصیر اور زید، عمرو اور خالد یہ تفصیل ہے اس کی جس کو ہر اسم وجود جزئیہ سے متضمن ہے جیسا کہ علیم اس طرح ہوا اور زید فلاں کا بیٹا اور والد فلاں کا، اسی طرح دوسرے وجوہ۔ کیونکہ ختم ہونے کی نفی واقع ہوئی ہے کلمات کی ذات کی طرح ان کے احوال کی طرف یہ نفی نہیں ہے تو یہ آیت کریمہ جس کے پاس ادنیٰ فہم ہو اسماء کے لاتناہی کا افادہ دیتی ہے اگر اس افادہ کی منع کی جائے اس طرح کہ کوئی قائل یہ کہے کہ نہ ختم ہونا اسماء اور کلمات کا ان اقدام کی کتابت سے ہے اور اس سیاہی کا ختم ہونا یہ دلالت کرتا نہیں کرتا اگر ان اقلام اور سیاہی سے زائد خرچ کرنے سے ختم نہ ہو۔ اس طرح سوال اٹھانا کلمات بلیغہ کے اسالیب کے افادات سے خروج اور اندھاپن ہے اور یہ نصوص قاطعہ کے مقابلے میں شبہ کھڑا کرنا ہے اور یہ مبالغہ کے طور پر ذکر ہے جیسا کہ زمین کی چیزوں درختوں کا ذکر ہے اور یہاں سات دریاؤں اور اقلام اور سیاہی کا ذکر کلمات کے ختم نہ ہونے میں مبالغہ ہے کیونکہ اگر ارادہ یہی ہو تو مفاد کلام کا کلمات کا ختم ہونا ہوگا۔ سات درختوں اور

دریاؤں کے زائد ہونے پر کیونکہ تحدید و تقیید گویا اس کی تصریح ہے کیونکہ وہ مخاطب کے لیے افادہ کے ساتھ مطلوب ہے اور یہ منافی ہے حکمت کو وصف کرنا ایسی کثرت سے جو ختم نہ ہو۔ اگر ختم ہونے کی تاویل کی جائے جس طرح مذکورہ تاویل کی گئی تو ایسی منع ان مقامات میں اصلا سُنی نہ جائے گی جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں ہے جس کو بلغاء کے محاورات سے تھوڑی بھی شناسائی ہے

لیکن عقل کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے اسماء خدا تعالیٰ کے لیے ذاتی شیونات ہیں جن کو ذات قدسی نے جو بلند اور مقدس ہے بلا واسطہ اقتضاء کی ہے کیونکہ جو چیز اس کی بلند ذات کو لاحق ہوتی ہے ضروری ہے کہ اس کے کمالات سے ایک کمال ہو اور ہر وہ چیز ذات اور اس کے کمالات کے درمیان واسطہ ہو وہ چیز ذات کا غیر ہو گی اگرچہ غیریت اعتباری کیوں نہ ہو اور غیر ذات کا مطلقا واسطہ نہیں ہو سکتا ذات کا اپنے کمالات کے ساتھ موصوف ہونے میں ورنہ وہ واجب نہ ہو گا کیونکہ غیر کی طرف احتیاج اگرچہ ادنی شئ میں کیوں نہ ہو امکان کی علامات میں سے ہے تو ثابت ہوا کہ یہ سب اللہ کے لیے ذاتی شیونات میں سے ہیں اور شئ اپنی ذاتی شیونات سے موجود ہوتی ہے تو اگر اس کے ذاتی شیونات نفس الامر میں منتہی ہو جائیں تو وہ چیز نفس الامر میں محدود ہو گی امر متناہی کے ساتھ اور محدود متناہی ا[illegible] ہر گم ہوتی ہے منتفی اور گم ہونے والی چیز واجب نہ ہو گی۔

پس اگر تو کہے کہ اس کے شیونات کی انتہا تمام وجود کے انتہا کو [illegible]م کر دیتی ہے اور وجود کے سواء صرف عدم محض ہے اور عدم انتفاء کا موطن ہے تو یہ لازم نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے وجود میں ایک حد ہو جو اس کے باہر وہ موجود نہ ہو گا تاکہ انتفاء لازم آئے جو وجود کے لیے منافی ہو۔ جوابا میں کہوں گا کہ وجود کی انتہا عدم کے ساتھ موہمی حکم ہے کیونکہ عدم کے لیے نہ تو خارج میں تحقیق ہے اور نہ ذہن میں تحقیق ہے اور جو اس طرح ہو گا وہ تحدید میں کسی شئے کے لیے کسی چیز میں نہ ہو گا۔

پھر اگر تو کہے کہ متناہی کے ساتھ تقیید تیرے قول میں لامحدود متناہی کے ساتھ

منتفی ہے الخ یہ فائدہ دیتا ہے واجب کے تحدید کے جواز کا نفس الامر میں ایسی چیز کے ساتھ جو متناہی نہ ہو عدم لزوم مذکور انتفاء کے ہم کہیں کے شیخ اکبر نے فص نوحی میں کہا ہے جس کا حاصل ملا ہوا ہے۔ کلام شرح عارف جامی قدس سرہٗ کے ساتھ اور وہی ظاہر ہے ہر مفہوم میں اور وہی باطن ہے ہر فہم سے مگر اس شخص کے فہم سے جس نے کہا ہے کہ سارا جہان اس کی صورت ہے یہاں تک کہ اس نے کہا پس حق سبحانہٗ اس وقت محدود ہے ہر حد کے ساتھ یعنی ہر حد اس کی حدیں ماخوذ ہے تو جس کی تمام حدیں مجتمع نہ ہونگی تو اس کی حد تمام نہ ہوگی اور جہاں کی صورتیں کسی ایک حد اور حصر کے تحت مضبوط نہیں ہیں اور نہ ہی اس کا احاطہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی عالم اعلیٰ کی صورتوں میں ہر صورت کی حدود معلوم ہوتی ہیں مگر اتنا قدر کہ وہ حاصل ہوا ہے ہر عالم کے لیے اس کی صورتوں میں سے اس لیے حق کی حد معلوم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی حد کو نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ جانتا ہے حد ہر صورت کی جہاں کی صورتوں میں سے اور وہ اسم ظاہر ہے۔ اور علم حد ہر صورت کا جہاں کی صورتوں میں اس کا حصول محال ہے کیونکہ وہ صورتیں غیر متناہی ہیں تو حق کی حد محال ہے۔ ا۔ ھ۔

پھر اگر تو کہے کہ شیخ قدس سرہٗ نے افادہ کیا ہے جواز اللہ تعالیٰ کے محدود ہونے کا امر غیر متناہی کے ساتھ اور حق کی حد کا محال ہونا اس کا منشاء ہے امتناع احاطے حد ہر صورت کا جہاں کی صورتوں میں سے جب یہ ممکن ہے تو حد بھی ممکن ہوگی پھر لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نفس الامر میں محدود ہوگا اس سے جو غیر متناہی ہے اور اگرچہ ہمارے لیے تحدید اور احاطہ نہ ہوگا عدم تناہی کی وجہ سے اور اسی پر یہ بنا ہے اس کی جس سے لامتناہی شیونات کو ثابت کیا گیا ہے اور وہ باطل ہے کیونکہ حق کے حد کا امتناع وہ صرف ذات حد اور اس کی حقیقت کی وجہ ہے اس سے کسی امر غریب کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ اس سے محدود کا ترکب لازم ہوگا۔ جو کہ اس کے حدوث کے لیے موجب ہے ہم کہیں گے کہ ہمارے قول اور شیخ رضی کے قول میں حد سے مراد حد مصطلح نہیں ہے جو کہ محدود کے ترکب کو لازم کر لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے بلکہ یہاں حد سے مراد جیسا کہ فصوص کے

بعض شارحین نے اِس کی تصریح کی ہے ۔ اسماء اور صفات کے آثار ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء پر دلیل لی جاتی ہے تحدید اور تعین کے وجہ پر ہر اثر خاص ہے کے لیے صفت اور اسم مخصوص پر، پھر ہمارا کہنا ماسبق میں کہ شئے کی حد کی جاتی ہے شیونات خاتیہ سے معنی عام کے ساتھ تحدید مصطلح اور تحدید مراد سے مبحث میں پھر ہمارے اس قول کے معنی اگر اس کے ذاتی شیونات نفس الامر میں منقسم جائیں تو وہ نفس الامر میں محدود ہوگا متناہی امر کے ساتھ الخ اے معروف ہوگا اس سے اور اس کے ماوراء میں منتفی ہوگا اس کو یاد کیا جائے

اور جب یہ واضح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ کے اسماء کے لاتناہی کا ثبوت واضح ہوگیا نقل اور عقل دونوں سے اور ان کے غیر متناہی ہونے سے اِس کے صفات کی لاتناہی بھی ثابت ہو گی بوجہ اس کے جو گزر چکا لیکن کشف سے اس لیے عیاں کے ائمہ جو وہ فرقہ ناجیہ ہے اور حکماء متالہین کے مساوات یہ دیکھتے ہیں کہ آزال کے ازل کے ساتھ آباد الآباد کے یہ قطرات ہیں وسعت لاکیفیۃ ذاتیہ کے سمندر کے اور یہ وسعت ذاتیہ الٰہیہ وہی ہے جو ذات قدسیہ کی اقتضا کرتی ہے ۔ بحیثیت اتصاف کے حضرت واحدیہ مفصلہ کے ظہور سے یہ تکثر صفاتی اور اسمائی کے اعتبار کی اصل ہے ساتھ وصف تمیز اور تفصیل کے جو ان میں سے ہر ایک کے درمیان واقع ہے اور درمیان آخرت کے ۔ پس کثرت صفاتی جس کا منشاء و یہ وسعت ہے ۔ یین کے تعین میں حضرت مذکورہ کے ساتھ یہ ادنیٰ ہے اس کا جہاں سے اس کے کمال سے تعبیر کیا جاتا ہے جو کہ لائق ہے اس سعت ذاتیہ سے اس کا پید ہونا اور نشو و نما پاتا جو یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے بلند صفات اور اس کے اسماء حسنیٰ غیر متناہی ہیں یہ عقول قاصرہ کی طرف تنزل ہے جو ان کے سمجھ کو قریب ہے اس کثرت سے جو کہ اس مرتبہ مقدسہ اتساعیہ کو لازم ہے اور اگر وہاں لاتناہی کے سوا کوئی دوسرا تعبیر ہوتا جو کہ اِس سے وہ دلالت میں ابلغ ہوتا تو وہ اس کا سزا وار تھا کہ اُس کو لایا جاتا اِس کو نہ لایا جاتا ۔

پھر ہر اسم ان اسماء غیر متناہیہ سے ان کے ہاں اپنے نفس اور ذات میں شیونات

کی، ایک جمعیت ہے جو اس ظاہر والا کے ساتھ خاص ہے اس کے لیے جو معلولہ صورتیں ہیں ان کے تطور سے لابدایت ازل سے شروع ہوکر لانہایت ابد تک جانے والا ہو کیونکہ یہ اسم واحد اپنی اس جمعیت میں اس کے لیے مخصوصہ ربوبیت ہے تمام اسماء غیر متناہیہ سے جس سے شئے واحد شخص کی ہر حقیقت کی تربیت کی جاتی ہے اور دوسری ہر اس شئے کی جو مرتبہ ارتسام قدیم اور جبروت اعلیٰ سے ہو ابد الآبدین تک اپنے احوال میں اور اپنے عوارض میں جو خاص ہوں اور ان میں سے بعض دوسرے بعض سے متمایز ہو غیر متناہی ہو اس کی معلولیت اقتضا کرتی ہے ان عوارض کی حیثیت سے علل کو جن میں سے ہر ایک مختص ہے۔ ان معلولات میں سے ایک معلول کے ساتھ یہ علتیں اس علم واحد جو کہ اس ایک شخص پر مسلط ہے متغایر نہ ہوں۔ واحد شخص کہ اشراق کی لسان میں اس اسم کا ہیکل کہا جاتا ہے اور اس کا نام طلسم بھی ہے ورنہ دو اسموں کا ایک شئے کی ربوبیت میں اشتراک لازم آئے گا۔ اور وہ واجب کرتا ہے دو علتوں کے توارد کو ایک معلول پر ایک ایسے بیان سے کہ اگر ہم اس میں مشغول ہو جائیں تو باب مقصود سے دور رہ جائیں اور وہ علل غیر متغائرہ صرف اس اسم واحد بعینہ کے شیونات ہیں پھر جس طرح آثار کی تناہی اسماء فاعلہ کے لاتناہی کو اقتضاء کرتی ہے جس طرح فصوص اور اس کی شرح میں ہے تو ان کے جو آثار ہوں گے وہ بھی غیر متناہی ہوں گے کیونکہ وہ حاصل اور صادر نہیں ہوتے مگر قوابل اور مصادر متعددہ غیر متناہیہ سے جب آثار غیر متناہیہ ہوئے تو اسماء متعینہ بھی اس کے موافق غیر متناہیہ سے جب آثار غیر متناہیہ ہوئے تو اسماء متعینہ بھی اس کے موافق غیر متناہیہ ہوں گے۔ اھ

اس طرح ہر اثر کی فی نفسہ لاتناہی اقتضاء کرتی ہے لاتناہی شیونات اسم اس اثر کو جن سے وہ احوال غیر متناہیہ صادر ہوتے ہیں جس طرح یہ بھی فصوص میں کہا ہے اور حقیقت یہ بتاتی ہے کہ ہر اسم کے لیے جو ظاہر ہوتا ہے غیر متناہی کی طرف اس کی خصوصیت کے لحاظ سے ایک حقیقت معقولہ ہے اھ اے وہ متمیز ہے باعتبار خصوصیت تاثیر خاص کے اثر خاص ہیں خصوصیت تاثیر دوسرے سے اثر دوسرے میں اور خصوصیتیں اور حقائق معقولہ ہر اسم میں ازلی اور ابدی شیونات ہیں اس اسم واحد کے لیے جس میں ہمارا کلام ہے۔ یہ

بیان ہے انی دلیل ہے (جو معلول سے علت کی طرف ہوتا ہے) یعنی اثر سے موثر کی طرف جاتا ہے
باقی لمی دلیل اس طرح ہے کہ تو کہے کہ ہر اسم الٰہی واجب ہے کہ اپنے کمال میں مراتب غیر متناہیہ
کو متضمن ہو یہ اس کے ذاتی شیونات ہیں جو کہ اس میں داخل ہیں۔ صول اسماء کے اندراج
کے نہج پر جو کہ ذات کے شیونات ہیں۔ ذات میں ورنہ وہ ہو گا حد معین پر اپنے کمال میں پھر
اس کی فنا لازم ہے اس میں جو اس حد سے تجاوز کرے اور فنائیت جس قسم کی بھی ہو اللہ کے
کلمات سے بے پرواہ کرتی ہے ورنہ قدیم باقی نافد خانی سے موصوف ہوگا اور کہا اللہ تعالیٰ کا اللہ
کے کلمات فنا نہ ہوں نفی کو اصل کلمات کے فنائیت سے خاص نہیں یا سوا شیونات کل کلمہ
کے اور ظواہر نصوص نص کی طرح ہیں جب تک اس سے کوئی دوسری نص معارف نہ ہو۔
اور گویا کہ وصف کرنا کلمات کا تامہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اعوذ
بکلمات اللہ التامہ' یہ ارشاد ہے اس کی طرف کہ اس کے ہر کمال حد کی گئی ہے اور اس
کے ممکن درجات اس کے ممکن کمال میں غیر متناہی ہیں پس ان کا اتصاف اس سے واجب
ہے ورنہ وہ تام نہ ہوں گے اور ناقص اسماء حق تعالیٰ کا ان سے اتصاف جائز نہیں ہے اور
یہ جاری ہوتا ہے اصل لاتناہی اسماء میں اور ان کے امکان میں تمام ذات کے لحاظ سے جو کہ
اپنے کمالات میں بلند ہے اور یہ علم ہے اس کا جو حقائق میں کلام نہیں کرتا مگر انّ اور لِمّ
کے لحاظ سے (یعنی برہان انی اور برہان لمی سے) باقی وہ کرام لوگ انھوں نے امر کو چکھ لیا ہے
اور مرتبہ عین الیقین میں اور حق میں تحقیق کی ہے انھوں نے ہر ذرہ کو ان کی ذات میں غیر متناہی
پایا ہے زیادہ ان کے نفوس سے جو کہ ازل اور ابد کے لیے جاری ہیں اور ان کے ہاں ہر ذرہ
حق کے لیے تجلی کی جگہ ہے اور اس کے ابدی اور ازلی شیونات ہیں جیسا کہ اس کا بیان بعض
بیان اس کے بعد آنے والے نقص میں آئے گا اور جب ان میں سے ایک کا احاطہ کیا جائے
گا واحد نہ مفصلہ کے غلبہ ظہور سے ان کے حیرت کن شعبدات میں گمراہ کرنے والی کثرت لے
لیا سوں میں جوان کو لے جاتی ہے آزال آباد کے میدانوں کی وادیوں میں جن سے کبھی کوئی
واپس نہ ہوا ہو واپس ہونے والا اور اس میں فنا ہوا۔ پھر اس کے ساتھ باقی ہوا پھر اس
نے خبر دی کہ عرش اور وہ جو اس کو جاری رکھتا ہے وہ اہر کے دانہ کی طرح نہیں ہے اس کے

قلب کے کونوں میں سے ایک کونے میں تو اس کے خطاب کے مزین کلام میں جس نے خبر دی ہے وہ کیا ہی اچھی ہے جیسا کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا ہے ؎

حافظ کی فریاد یہ سب کوئی مذاق نہیں ہے   سارا غریب قصہ اور عجیب بات ہے

اور اہل فکر کے لیے جو ان کے ہاں ان کے تابعداروں کے ہاں اس لاتناہی سے تصورات ہیں اور طرف لابدایت اسماء اور افعال، آثار اور ان کے لانہایت کے توجہات ہیں اگر وہ ... تو کپڑے پھاڑے جاتے زندگی ان پر تنگ ہوتی زمانے میں مستور ہونے سے اور احزان کے اتصال سے اس گمنامی میں اس کو لے لو۔

جب قرآن اور عیان اور برہان سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کی لاتناہی ثابت ہوئی تو برہان تطبیق اس پر باطل ہوا جو اس کے اجرا میں اطلاق سے کام لیتا ہے اور اس نے اس کو جریان کے دو رکنوں سے مقید نہ کیا ہو اور وہ دو رکن ہیں اجتماع اور ترتب اس میں تخلف ہونے سے باقی جو شخص ذات پر صفات کے زیادتی کا قائل ہوا ہے متکلمین سے تو ظاہر ہے اور باقی اس کے پاس جو صفات کے زیادتی کا قائل ہوا ہے متکلمین سے تو ظاہر ہے اور باقی اس کے پاس جو صفات کے عینیت کا قائل ہوا ہے قوم کرام سے حقیقۃ الحقائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورات (ان پر منکشف ہوئے ہیں) ان کے ہاں یہ کہا جائے گا کہ ان سے زیادتی صفات کی نفی یہ صفات کے نفسوس کی نفی کو واجب نہیں کرتا اور ان پر یہ حکم کرنا کہ یہ صفات محض اعتبارات ہیں جس طرح اس کی شیخ اکبر کل کے پیشوا فصوص میں تصریح کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صفات کی زیادتی کا حامل ہونا یہ ثنویت اور دوئی اور نفی مطلقا کے ہم معنی ہے انبیاء علیہم السلام کا ذوق اس کے خلاف کی شاہدی دیتا ہے پورا ہوا ان کا کلام تو پھر صفات ان کے ہاں شیونات محققہ ہیں جو کہ ذات حق میں مندرج ہیں آثار خارجیہ کے لیے مبادی ہیں سوا اس کے کہ ان کے لیے خارج میں مصداق نہیں ہے ذات احدی کا غیر ہیں اور ان کے لیے خارج میں مصداق کی نفی کرنا ذات کے سوا یہ ان صفات کے لیے نفی الامر میں نفی نہیں ہے بلکہ خارج میں بھی نفی نہیں ہے۔ اس باب میں انتہائی بات یہ ہے کہ یہ صفات خارج میں موجود ہیں وجود ذات کے عین سے جیسا کہ کلی طبیعی ہے۔

(اور مولا اللہ کے لیے بڑی شان ہے) خارج میں موجود ہے عین وجود اشخاص سے۔
پس اس کے لیے خارج میں مصداق نہیں افراد کے سوا۔ خلاصہ یہ کہ صفات ان کے
ہاں اعتباری محض معنائیں نہیں ہیں۔ جن کا کوئی مبدأ محقق نہ ہو جس سے ان کو انتزاع
کیا جائے۔ اور برہان تطبیق ان کے ہاں جاری ہوتا ہے ایسے امور میں جو مبدأ محقق سے نکالے
گئے ہوں جیسا کہ گزرا تو بیان جاری ہوتا ہے۔ عرفاء کے مسلک پر تو اس کا مدلول
لاتناہی متخلف ہوتا ہے تو وہ باطل ہوا۔ باقی جن کی طرف نفی صفات کی نسبت کی جاتی
ہے مطلق اور ان کے اعتبارات محضہ ہیں اور وہ ہیں حکماء جو متکلمین کے ہاں مقلب ہیں۔
صفات کے انکار کرنے والوں سے تو میرا ان کو نبوت اولی کے تابعداروں میں سے جو اساطین
ہیں۔ ان کا مسلک انشاء اللہ تعالیٰ امت فاضلہ کے عرفاء کا مسلک ہے لیکن ان کا قول
کی تحریر کا حق ادا نہیں کیا گیا تو ان کا قول: کہ اللہ سبحانہ اس اعتبار سے کہ اس کی ذات سے
علم کے آثار کا صدور اس واسطہ کے سے ہوتا ہے کہ اس کا اتصاف علم کی صفت کے ساتھ
وہ علیم ہے۔ مثلاً اس قول سے یہ مراد نہیں ہے کہ علم کا اس پر اطلاق صرف اس لحاظ
سے ہوتا ہے کہ اس کے علم کے آثار اس کے جو صادر ہوتے ہیں اس کے لیے وہ مصدر
ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر میں علم کے آثار اس لیے ہوتے ہیں کہ اس کا
ترتب ذات باری تعالیٰ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان آثار کے ترتب کی حیثیت سے
مبدأ ہے علم کی صفت کے انتزاع اور نکالنے کے لیے اور اس کا اس وصف سے
موصوف ہوتا ساتھ اس کے کہ اس سے خارج میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی
اور وہ عرفاء کرام کے مذہب کا عین ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔

جاری ہے